ناقص تربیت کے اثرات کے زائل کرنے کیلئے نکاح میں جبر کیا جائے۔اگر تعلیم وتربیت درست ہو گی تو ان کو یہ مسئلہ درپیش نہ ہوگا۔دوسری بات یہ ہے کہ والدین دولت کے لالچ میں مغرب میں جابستے ہیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔بہر حال ہم بالجبر شادی کی اجازت نہیں دے سکتے۔اب سوالات کے جوابات حاضر خدمت ہیں :

۱۔ ڈرانا دھمکانا اور زدو کوب اور پاسپورٹ ضائع کرنے کی دھمکی سے اگر نکاح پر بالجبر راضی کر بھی لیا جائے تو اس کو ہم رضامندی نہیں کہہ سکتے۔

۲۔ زبردستی دستخط اور غیر معمولی دباؤ کو حقیقی اذن تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ محض معاشرتی فرق سے کفو کا انکار نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ مرد زانی ہو یا مجرم ہو۔

۴۔ زن و شوئی قائم ہونے کی صورت میں حکم یکساں نہیں کیونکہ اگر عورت رضامندی سے تعلقات قائم کر لیتی ہے تو یہ رضامندی بھی ایک قسم کی رضا ہو گی۔الا یہ کہ بالجبر یا باندھ کر جماع کیا جائے۔

۵۔ اگر جبر واکراہ ثابت ہو جائے تو شرعی کونسل یا قاضی نکاح فسخ کر سکتے ہیں۔

مصنف بن ابی شیبہ جلد ۴'صفحہ ۱۳۰ کی عبارت ملاحظہ ہو :

"عبد۔۔۔۔عن عیدہ عن ابراھیم والشعبی قال:لاتنکح المراۃالا باذن'۔۔۔۔۔ولا تنکحھا ولیھا الا باذنھا"

(یعنی ولی لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا۔)

اب ہم قرآن وسنت کی رو سے دلائل پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم نے مذکورہ بالا رائے قائم کی ہے۔

جبری نکاح کے خلاف ابن حزم یوں لکھتے ہیں :

"نکاح۔۔۔المکرہ'ومن حکم بامضاء نکاح مکرہ فحکمہ مردودابداً'والواطی ' فی ذلک النکاح:زان')۸/۳۲۹م۱۴۰۳ و۸/۳۵۵م۱۴۰۶

(حوالہ دیکھئے معجم فقہ ابن حزم الظاھری'جلد اول مطبعۃ جامعۃ دمشق ۱۹۶۶ء'صفحہ ۱۰۳۸)

احکام الاکراہ کے عنوان کے تحت المحلی جلد ثامن مطبوعہ ۱۳۵۰ھ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ کے تفصیلی حوالے کا فوٹو سٹیٹ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"قال ابومحمد:فمن حکم بامضاء نکاح مکرہ' اوطلاق مکرہ' اوعتق مکرہ

فحکمه مردودابداً والوطی ذلک النکاح وبعدذلک الطلاق وبعدذلک العتق ان تزوج المطلقة زان یجلدویرجم ان کان محصنا ویجلدمائةویغرب عاماان کان غیرمحصن:(صفحه ۳۳۵' جلد۸' المحلی المنیریه)

معجم فقه ابن حزم جلد اول کی عبارت کا ترجمہ :

(زبردستی نکاح کا مسئلہ یہ ہے کہ جو بھی زبردستی نکاح کو جائز قرار دے گا اس کا حکم ہمیشہ مردود قرار پائے گا۔ اور اگر کوئی شخص زبردستی نکاح کر کے مجامعت کرے گا تو وہ زبردستی نکاح کی وجہ سے زانی قرار پائے گا۔)

(المحلی کا ترجمہ : اس حکم کی تفصیل ہمیں مطبعۃ منیریہ کی چھپی ہوئی المحلی جلد ۸ صفحہ ۳۵۵ پر ملتی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے (مختصر) یعنی جو شخص زبردستی نکاح یا زبردستی طلاق یا زبردستی لونڈی آزاد کرائے گا تو اس کا حکم ہمیشہ کیلئے مردود ہوگا۔ زبردستی کرنے والا زانی قرار پائے گا اور محصن ہوگا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ غیر محصن ہو تو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا دی جائے گی۔

احادیث میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ کسی صحابی نے بغیر بیٹی کی رضامندی کے شادی کردی تو وہ بیٹی نبی ﷺ کے پاس پہنچی اور جناب اقدس ﷺ نے اس نکاح کو مردود قرار دیتے ہوئے تفریق کرادی۔ بلکہ ایک لڑکی نے یہ بھی کہا کہ میں اس نکاح پر راضی ہوں مگر یہ معاملہ اس لئے پیش کیا کہ لڑکیوں کا حق ہمیشہ کیلئے ثابت ہو جائے۔ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ (حوالہ آگے آرہا ہے۔

شرفاء کا طریقہ : شرفاء کا طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ شادیاں ماں باپ اور لڑکا لڑکی کی رضامندی سے ہوتی ہیں۔ بلکہ عزیزوں اور دوستوں وغیرہ سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے۔ البتہ غیر معمولی اور خاص حالات میں جس کا ذکر قاضی مجاھد الاسلام قاسمی صاحب نے کیا ہے فقہاء کی دو رائیں ہیں۔ (۱) پہلی رائے تو یہ ہے کہ ولی یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کے دلائل احادیث کی کتب میں ملتے ہیں۔ دراصل اس مسئلہ کیلئے دو کتب بہت اہم ہیں۔

(۱) المصنف ' تالیف الحافظ ابی بکر ابن ابی شیبہ (مطبوعہ بمبئی) (۲) التحقیق فی احادیث الخلاف۔ تصنیف ابی الفرج ابن جوزی الجزء الثانی۔ دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت۔

پہلی رائے کے متعلق سب سے اہم حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے۔ ہم اسے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ سے نقل کرتے ہیں۔ اس میں عنوان کی سرخی ہے اور حضرت عائشہؓ کا قول حدیث

مرفوعہ ہے کہ عورت کا نکاح ولی نہ کرے تو وہ باطل ہے۔ الفاظ یوں ہیں :

"من قال لانکاح الا بولی اوسلطان"

"حدثناابوبکرقال نامعاذ قال اناابن جریج عن سلیمان بن موسی عن الزهری عن عروةعن عائشةقالت قال رسول اللهﷺ:ایماامراةلم ینکحها الولی اوالولاةفنکاحهاباطل-قالهاثلاثا- فان اصابهافلهامهرهابمااستحل منها'فان اشتجروافالسلطان ولی من لاولی له-(۱)فی الاصل:الاستوائی)

اس حدیث کو کمزور کرنے والی بات بھی ہے کہ اکثر طرق میں ابن جریج خود کہتے ہیں کہ بعد میں میں زہری سے ملا تو انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا۔ اس کے متعلق ابن جوزی کے حوالے سے آخر میں بات کریں گے۔ پھر راوی ابن جریج ہے جو شیعہ تھا اور متعہ کرتا تھا۔ اس کی روایت معنعن ہے۔ تفصیل تہذیب التہذیب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (کتاب المدلسین کے مطابق ابن جریج مدلس تھا اس کی بعض روایت نا مقبول ہے)

پس ہم اس حدیث کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور یقین کے ساتھ بغیر ولی کے نکاح کو باطل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مصنف کے اسی باب میں دو روایات ملتی ہیں جن میں نکاح کے متعلق کم از کم شرائط درج ہیں۔ ملاحظہ ہو :

"معاویةبن هشام عن سفیان عن ابی یحی عن رجل یقالله الحکم ابنی منها عن ابن عباس:ادنی مایکون فی النکاح اربعة:الذی یزوج والذی یتزوج وشاهدین (صفحه۱۳۱'جلد٤)

وکیع اوغیره عن سفیان عن منصورعن ابراهیم قال:ادنی مایکون فی النکاح اربعة:الذی یزوج والذی یتزوج وشاهدین(صفحه۱۳۱'جلد٤)

(ابن حزم :محلی بالآثارجلد۹صفحه۳۹'دارالکتب العلمیه تحقیق عبدالغفار سلیمان البنداری مطبوعه بیروت)

یعنی ابو حنیفہ اور ابو سلیمان کہتے ہیں کہ کم سن بیٹی کا نکاح بلوغ سے پہلے باپ جہاں چاہے کر سکتا ہے۔ چاہے کنواری ہو ثیبہ۔ جب بالغ ہو جائے تو لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور باپ یا کسی اور ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ کسی اور کیلئے جائز نہیں کہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرے چاہے لڑکی کنواری ہو یا اس کا قبل ازیں نکاح ہو چکا ہو۔ قرآنی حوالہ آگے آرہا ہے۔

مزید اگلے صفحہ ۴۰ پر ابن حزم یوں لکھتے ہیں :

"ولایزوج الثیب الصغیرۃاحدحتی تبلغ'سواء باکرہ ذھبت عذرتھااوبرضاًبحرام اوحلال"
(یعنی ثیبہ صغیرہ لڑکی کا کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا حتی کہ وہ بالغ ہو جائے۔ چاہے اس کا کنوار پن زبر دستی ختم کیا ہو یا اس کی رضامندی سے ختم کیا ہو بذریعہ حرام یا حلال۔

ابن حزم قرآن وحدیث کا حوالہ یوں دیتے ہیں :

"وقوله تعالیٰ:ولاتکسب کل نفس الاعلیھا"(٦:١٦٤)موجب ان لایجوز علی البالغۃالبکرانکاح ابیھابغیراذنھا'وقدجاء ت بھذاآثارصحاح"
"ناعبداللہ بن ربیع نامحمدبن معاویۃالمروزی نااحمدبن شعیباخبرنی معاویۃ بن صالح ناالحکم بن موسی ناشعیب بن اسحاق عن الاوزاعی عن عطاء بن ابی رباح عن جابربن عبداللہ:ان رجلازوج ابتہ وھی بکرمن غیرامرھا'فانت النبی ﷺ ففرق بینھما"(محولہ بالا صفحہ :۴۱) (یعنی ہر شخص اسی کا ذمہ دار ہو گا جو اس نے خود کیا ہو)(٦ : ١٦٥)

قرآن سے ثابت ہو گیا کہ بالغہ کا نکاح اس کا باپ بغیر اس کی رضا کے نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں بہت سے آثار صحیحہ بھی مروی ہیں مثلاً جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ بیٹی کی شادی اسکی مرضی کے بغیر کردی تو نبی کریم ﷺ نے خاوند بیوی میں تفریق کرادی۔

اس سلسلے کی ہمیں بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ خود ابن حزم نے اگلے صفحہ ۴۲ پر مزید دو احادیث نقل کی ہیں۔ اس سلسلے میں احادیث بہت ہیں مگر ہم اس حدیث کو بھی بیان کرنا چاہتے ہیں جو مصنف میں ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے۔ اصل میں اس منصف میں خاص بات ہے جس میں وہ روایات ہیں جن میں بغیر ولی کے نکاح کی اجازت ہے اور بغیر ولی کے نکاح کے جو تفریق نہیں کرائی گئی۔ ملاحظہ ہو۔ اگر حضرت عائشہؓ کی حدیث قطعی اور یقینی ہو تو حضرت علیؓ بھی نکاح کو باطل قرار دیکر تفریق کرادیتے۔ اس چیز میں ان کے اور بھی ساتھی ہیں۔

من اجازہ بغیرولی ولم یفرق

"حدثناابوبکر قال ناابن ادریس عن الشیبانی عن امہ بحیرۃ بنت ھانی قال: تزوجت القفقاع'بن ثورفاتی وجعل لی مذھبامن جوھر علی ان یبیت عندی

ليلة فيات' فوضعت له تورافيه خلوق فاصبح وهو متضمخ بالخلوق' فقال لي: فضحتي 'فقلت له مثلي يكون شرا؟ فجاء ابي من الاعراب 'فاتعدى عليه عليا' فقال علي الله فقاع:ادخلت ؟فقال :نعم فاجازالنكاح'من حاشيه(۲)كذا'ولعل الصواب :تزوجت 'او النساء تزوجن'

ابوداؤدعن شعبةعن مصعب قال:سالت مولى ابن عبداللهابن يزيد فقال :يجوزفي المراةتزوج بغيرولي۔

عبدالاعلى عن معمر قال:سالت الزهري عن امراة'تزوج بغير ولي فقال:ان كان كفواجاز"

وكيع عن سفيان عن اسماعيل بن سالم عن الشعبي قال:قال:اذاكان كفواجاز

ابومعاويةعن الشيباني عن ابي قيس الاودي عمن حدثه عن علي انه اجاز(نكاح امراة)بغير ولي انكحتهاامهابرضاها'

سلام وجريرعن عبدالعزيزبن رفيع عن ابي سلمةبن عبدالرحمن قال: جاء ت امراةالى النبيﷺفقالت:يارسول الله!ان عم ولدي خطبي فرده ابي وزوجني واناكارهة'قال:فدعااباها'فساله عن ذلك فقال:ابي انكحتهاولم آلوها خيرا'فقال رسول اللهﷺ:لانكاح اذهبي فانكحي من شئت"(مصنف ابن ابي شيبه)

يحي بن آدم قال ناسفيان عن ابي قيس عن هزيل قال:رفعت الى علي امراة زوجهاخالها'قال:فاجازعلي النكاح'قال وقال سفيان:لايجوزلانه غيرولي'وقال علي بن صالح:هوجازلان علياحين اجازه كان بمنزلة ولي۔

حدثناابن فضيل عن آبيه عن الحكم قال:كان علي اذارفع اليه رجل تزوج امراة بغيرولي فدخل بهاامضاه۔

ترجمہ :(جو صحابہ و تابعین بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کو تسلیم کرتے ہیں اور پھر تفریق نہیں کرتے)

عمیرہ بنت ھانی روایت کرتی ہیں کہ قعقاع بن ثور کا نکاح ولی کی مرضی کے بغیر ولی کی غیر موجودگی میں ہو گیا۔باپ جب گاؤں سے واپس آیا تو معاملہ حضرت علیؓ کی سامنے پیش ہوا۔حضرت علیؓ نے قعقاع سے پوچھا کہ کیا اس نے بیوی سے صحبت کی۔اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے اس

نکاح کو درست قرار دیا۔ حضرت علیؓ کے اسی طرح کے اور فیصلے بھی آرہے ہیں)

دیگر سلف صالحین کی آراء

ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ مولی ابن عبداللہ ابن یزید سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے جائز ہے۔زہری سے پوچھا گیا خاتون کے نکاح کے متعلق بغیر ولی کے۔انہوں نے جواب دیا کہ اگر کفو ہو تو جائز ہے۔امام شعبی نے بھی یہی جواب دیا کہ کہ کفو ہو تو جائز ہے۔حضرت علیؓ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے بغیر ولی کے نکاح کی اجازت دی جب کہ لڑکی کی والدہ اس کا نکاح لڑکی کی مرضی سے کردے۔ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور بولی کہ میرے بیٹے کا چچا میرے لئے رشتہ لایا۔لیکن میرے والد نے انکار کردیا اور پھر کسی اور سے نکاح کردیا جو مجھے پسند نہیں۔اس پر نبی ﷺ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔باپ نے کہا کہ میری نیت سوائے خیر اور بہتری کے کچھ نہ تھی۔اس لئے نکاح کردیا۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہیں ہے۔عورت سے کہا کہ جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو۔

یحیٰ بن آدم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا جس میں ماموں نے لڑکی کا نکاح کردیا تھا۔روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اس نکاح کو جائز رکھا۔سفیان کا کہنا ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ ماموں ولی نہیں۔علی بن صالح کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے کیونکہ حضرت علی نے جب جائز رکھا تو وہ خود ولی کی مانند تھے۔(خلیفہ بھی ولی ہوتا ہے)

حکم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس جب ولی کے بغیر نکاح کا مقدمہ آتا تو آپ نکاح کرنے والے مرد سے پوچھتے کہ کیا تم نے اس سے صحبت کی ہے۔اگر وہ کہتا کہ ہاں تو آپ اس نکاح کو قائم رکھتے۔ہمارے نزدیک اسی پر عمل ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں حضرت علیؓ کو "اقضاهم علی" کہا گیا ہے۔

ابن جوزی کا بیان کردہ اہم واقعہ جو عقلمندی و سمجھداری کا ثبوت ہے:

"(قال السابی)وحکی لی من کان حاضر باصفھان:قال جاء الیه ترکمانی قد لزم یدترکمانی‘فلمادخلاالیه قال ھذاوجدته قد ابتنی بابنتی وارید ان اقتله بعداعلامک به قال لابل تزوجھابه ونعطی للمھرمن خزائننا‘فقال لاأقنع الابقتله۔ فقال ھاتواالسیف فجی‘به فسله وقال للاب تعال‘فلما قرب منه

اعطاه السیف واسسک بیده الجفن وامره ان یعید السیف الی الجفن فکلمارام الرجل اذالک قلب السلطان الجفن ولم یمکنه من ادخال السیف فقال یاسلطان ماتدعنی فقال کذلک ابنتک لولم تردافعل بهاهذافان کنت ترید قتله لاجل فعله فاقتلهما جمیعا ثم احضر من زوجه بهاواعطاه المهرخزانته"

(یعنی صابی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جو موقع پر خود اصفہان میں موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک ترکمانی دوسرے ترکمانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے داخل ہوا اور کہا کہ میں نے اس کو اپنی بیٹی سے بدفعلی کرتے ہوئے پایا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے بعد اس نوجوان کو قتل کر دوں۔ اس کو حاکم نے کہا کہ نہیں دونوں کا نکاح کر دو۔ اور مہر ہم اپنے خزانہ سے دیں گے۔ ترکمانی نے جواب دیا کہ مجھے اس جوان کے قتل کے سوا کوئی بات منظور نہیں۔ یہ سن کر حاکم نے کہا کہ مجھے تلوار لا کر دو۔ جب تلوار آئی اس نے تلوار نکال کر ترکمانی کے حوالے کی اور میان خود لے لیا۔ اور باپ سے کہا کہ تلوار کو میان میں ڈالو۔ جب ترکمانی تلوار کو میان میں ڈالنے کی کوشش کرتا تو حاکم میان کو حرکت دے کر جگہ بدل دیتا۔ پس ترکمانی تلوار کو میان میں داخل نہ کر سکا۔ اس پر ترکمانی نے کہا کہ اے سلطان آپ تو مجھے تلوار ڈالنے نہیں دیتے۔ سلطان نے کہ ایسا ہی معاملہ تمہاری بیٹی کا ہے۔ اگر وہ رکاوٹ ڈالتی تو یہ فعل نہ ہوا ہوتا۔ پس اگر تم اس فعل کی وجہ سے نوجوان کو قتل کرنا چاہتے ہو تو دونوں کو قتل کرو۔ پھر لڑکی کو بلایا اور دونوں کا نکاح کر کے اپنے خزانہ سے عطا کیا۔) ابن جوزی نے اس واقعے کو اپنی کتاب "کتاب الاذکیاء" کے صفحہ نمبر ۵۴ پر درج کیا ہے۔

سیدہ عائشہؓ کی روایت کا تجزیہ

ابن جوزی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث اپنی کتاب "التحقیق فی احادیث الخلاف" میں ابن جریج سے حدیث نمبر ۱۶۸۴و۱۶۸۵ میں درج کی ہے۔ دونوں میں ابن جوزی نے تسلیم کیا ہے کہ ابن جریج خود بتاتے ہیں کہ میں جب زہری سے ملا تو انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا۔ اس کے بعد ابن جوزی نے اسی حدیث سے ملتی جلتی حدیث کو ۱۶۸۶اور ۱۶۸۷، ۱۶۸۸ میں روایت کیا ہے اور خود ہی ان راویوں کو ضعیف بھی تسلیم کیا ہے۔ ہم ان تینوں کا فوٹو سٹیٹ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ تینوں احادیث حضرت عائشہؓ سے ضعیف

راویوں سے مروی ہیں۔

"١٦٨٦-اخبرناابن الحصين'قال:انباابن المذهب'انباناالقطيعي'قال: ثناعبداللهبن احمد'حدثني ابي ثنامعمربن سليمان الرقي ثناحجاج'عن الزهري'عن عروة عن عائشة' عن النبي ﷺقال: لانكاح الابولي والسلطان ولي من لاولي له(١) وقدروى هذاالحديث عن عائشة بلفظ آخر:

١٦٨٧-اخبرناابن عبدالخالق'انباعبدالرحمن ابن احمد انبامحمدبن عبدالملك'ثناالدارقطني'ثناابوذراحمدبن محمد"قال:ثنا احمدبن الحسين بن عبادالنسائي'ثنامحمد بن يزيد بن سنان'ثنا ابي 'عن هشام بن عروة'عن ابيه'عن عائشة'قالت:قال رسول الله ﷺلا نكاح الابولي شاهدي عدل'في هذا الاسناد يزيدبن سنان' قال احمد وعلي:هوضعيف وقال يحي :ليس بثقة وقال النسائي:متروك الحديث-وقال الدارقطني وقدروى عن عائشة بلفظ آخر-

١٦٨٨-اخبرناابن عبدالخالق'انباابوطاهربن يوسف'ثناابوبكربن بشران' ثناعلي بن عمر'ثنامحمدبن مخلد'ثناابووائلةعن عبدالرحمن بن الحسين' ثناالزبيربن بكار'ثناخالدبن الوضاح' عن ابي الخصيب 'عن هشام بن عروة' عن ابيه 'عن عائشة'قالت: قال رسول الله ﷺولابدفي النكاح من اربعةالولي والزوج والشاهدين'قال الدارقطني 'ابوالخصيب اسمه نافع بن ميسرة وهومجهول"

اب دیکھئے حدیث نمبر ۱۶۸۶ میں صاف کہہ دیا کہ الحجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ ۱۶۸۷ میں ہے کہ دوراوی باپ وبیٹادونوں ضعیف ہیں جبکہ ۱۶۸۸ میں ایک راوی مجہول ہے۔ آگے چل کر ابی بردہ کے طریق پر ۱۶۸۹ نمبر حدیث روایت کی ہے۔ لیکن تسلیم کیا ہے کہ اسباط وزید بن الحباب اور شعبہ اور سفیان کے طریق پر یہی روایت جو مروی ہے۔ اس میں ان چاروں نے سرے سے راوی ابو موسی کا نام ہی نہیں لیا۔ گویا چاروں نے منقطع طریق پر روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن جوزی نے دیگر راویوں کا نام لیا ہے جنہوں نے راوی ابو موسی کا نام لیا ہے مگر یہ راوی اسباط۔ زید بن الحباب اور خاص طور سے شعبہ اور سفیان سے بہت کم درجہ کے ہیں۔ پس شعبہ اور سفیان کے بیان کو ترجیح دیتے ہوئے ہم اس روایت کو منقطع اور ناقابل اعتبار قرار دیں گے۔ اور ان روایات کو ہی ترجیح دیں گے جن میں نبی ﷺ نے اولیاء کے نکاح کو جب بیٹیوں کی رضامندی کے

بغیر کیا ہو رد کر دیا اور لڑکیوں کو خود نکاح کرنے کی اجازت دی۔

پھر ابن جوزی نے ۱۶۹۳ سے لے کر حدیث نمبر ۱۷۰۰ تک ۸۔احادیث نقل کی ہیں جن کا مضمون بھی اس قسم کا ہے۔ مگر سب کی سب ضعیف متروک راویوں سے پر ہیں۔ سوائے حدیث ۱۶۹۹ کے۔ مگر اس کا مضمون بالکل مختلف ہے۔ جو درج ذیل ہے :

"۱۶۹۹۔وبه ثناالدارقطنی'ثناابوعلی محمدبن سلیمان المالکی' ثناابوموسی'ثناعبدالوهاب الثقفی'عن یونس'عن الحسن'ان معقل بن یسار زوج اختاله'فطلقهاالرجل'ثم انشا یخطبها'فقال:زوجتک کریمی فطلقتها'ثم انشات تخطباها'فابی ان یزوجه وهویته المراة فانزل الله۔عزوجل(واذاطلقتم النساء فبلغن اجلهن فلاتعضلوهن ان ینکحن ازواجهن)اخرجه البخاری)

اس حدیث میں اہم چیز قرآنی آیت ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔(یعنی جب طلاق دے دو تم عورتوں کو۔ پھر وہ پوری کرلیں اپنی عدت تو مت روکو انہیں کہ نکاح کرلیں وہ اپنے (سابقہ یا دوسرے) شوہروں سے جبکہ راضی ہوں وہ دونوں باہم نکاح کرنے پر جائز طریقے سے)

اس آیت میں بھی مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ خواتین پر دباؤ ڈالیں بلکہ اجازت دی گئی ہے جس سے وہ چاہیں نکاح کرلیں۔اس آیت میں مردوں کو جبر سے روکا گیا ہے۔اور خواتین کو اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ابن جوزی کی روایت کردہ وہ چھ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہ نکاح فسخ کردیے جن میں باپ نے لڑکی کی رضامندی کے بغیر دباؤ سے نکاح کردیا تھا۔

الحدیث الاول

"حدیثنا وهوقوله :البکر تستامره"

الحدیث الثانی:

"۱۷۰۷۔اخبرناهبةاللهبن محمد'انبا الحسن بن علی انبا احمد بن جعفر'ثناعبداللهبن احمد'حدثنی ابی ثنا حسین' ثناجریر' عن ابوب' عن عکرمة' عن ابن عباس' ان جاریة بکراتت النبی۔فذکرت ان اباهازوجهاوهی کارةهته'فخیرهاالنبی ﷺ"

الحدیث الثالث:

۱۷۰۸:قال احمد:وثناعبدالرزاق' انباابن جريج' اخبرنی عطاء الخراسانی' عن ابن عباس' ان خذاماابا وديعة انكح ابنته رجلاً'فاتت النبی ﷺفاشتكت اليه انهانكحت وهی كارهته'فانتزعهاالنبی ﷺمن زوجها'وقال:ولا تكرهوهن'

الحديث الرابع:

۱۷۰۹:وبالاسناد۔قال احمد:وثناوكيع 'عن كهمس بن الحسن' عن عبداللهبن بريدة' عن عائشة قالت:جاء ت فتاةالی النبی ﷺفقالت:يارسول اللهﷺان ابی -ونعم الاب هو-زوجنی ابن اخيه ليرفع من خسيسته'قالت: فجعل الامر اليها'فقالت: انی قداجزت ماصنع ابی 'ولكنی اردت ان تعلم النساء ان ليس الی الاباء من الامر شئی۔

لحديث الخامس:

۱۷۱۰:اخبرناابن عبدالخالق'انباعبدالرحمن بن احمد'قال:ثناابن بشران'ثناعلی بن عمرالدارقطنی'ثنا محمد بن اسماعيل الايلی' ثنااحمد بن عبداللهبن سليمان الصنعانی'ثناابراهيم 'ثناعبدالملک الذماری' عن سفيان' عن هشام'صاحب الدستوائی'عن يحی بن ابی كثير'عن عكرمة'عن ابن عباس' ان رسول اللهﷺ۔رد نكاح بكروثيب انكحهماابوهماكارهان' فردالنبی ﷺنكاحهما۔

الحديث السادس:

۱۷۱۱:وبالاسناد۔قال الدارقطنی:وثناعمربن محمدبن القاسم الاصبهانی'ثنامحمدبن احمدبن راشد'ثناموسی بن عامر'ثناالوليد'قال:قال ابن ابی ذئب:اخبرنی نافع'عن ابن عمر'ان رجلا زوج ابنته بكراً افكرهت ذلک' فردالنبی ﷺنكاحها۔

وفی روايةاخری عن ابن عمر'قال:كان النبی ﷺتنزع النساء من ازواجهن ثيبات وابكارا بعد ان يزوجهن الاباء اذاكرهواذلک۔

(دیکھئے صفحہ ۲۶۲۔ابن جوزی کی کتاب"التحقیق فی احادیث الخلاف" جلددوئم'

تحقیق مسعز عبدالحمید محمد السعدنی' دارالکتب العلمیة' بیروت ۱۹۹٤

(الحدیث الاول: کنواری لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جائے گی۔ حدیث دوئم ۱۷۰۷۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا ہے۔ اور میں اس نکاح سے ناخوش ہوں۔ نبی ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا اپنے نکاح کرنے کا اپنی مرضی سے) حدیث ثالث: ۱۷۰۸: ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ودیعہ کے باپ خزام نے اس کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔ لڑکی نے نبی ﷺ کے پاس شکایت کی کہ اس کا نکاح کر دیا ہے جس سے وہ ناخوش ہے۔ آپ ﷺ نے نکاح کو ختم کر دیا اور عام حکم جاری کر دیا کہ عورتوں کے ساتھ نکاح کے معاملہ میں زبردستی نہ کرو۔ حدیث چہارم: ۱۷۰۹: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی کہ میرے باپ نے جو بہت اچھا باپ ہے میرا نکاح اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاملہ کو لڑکی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ لڑکی بولی کہ میں اپنے باپ کے فعل سے راضی ہوں لیکن میں نے چاہا کہ میں لڑکیوں کو بتا دوں کہ نکاح کے معاملہ میں والدین کا بالکل کوئی دخل نہیں۔ یہاں الفاظ سخت اور واضح ہیں کہ باپوں کا نکاح کے معاملے میں کوئی دخل نہیں۔ یہی بات ان قرآنی آیات سے بھی ثابت ہوتی ہے جن کا ہم پہلے ذکر چکے ہیں۔ حدیث پنجم: ۱۷۱۰: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کنواری اور ثیبہ دونوں کے ان نکاحوں کو رد کر دیا جو ان کے باپوں نے ان کی مرضی کے بغیر کر دیا تھا۔ حدیث ششم: ۱۷۱۱۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا مگر لڑکی اس نکاح سے ناخوش تھی۔ پس نبی ﷺ نے اس نکاح کو ختم کر دیا۔

ایک دوسری روایت جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ ان نکاحوں کو کالعدم قرار دے دیا کرتے تھے جو کنواری کا ہوتا یا ثیبہ کا جبکہ عورتیں اس نکاح کو ناپسند کرتیں۔

آخری حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ اپنے نفس کے معاملے میں عورت کا اختیار اور حق ولی سے بڑھ کر ہے۔ اگرچہ ابن جوزی اس مقام پر حدیث کی سند نہیں دی لیکن دوسری جگہ دی ہوگی۔ بات بالکل صحیح ہے کہ کیونکہ قیامت کو عورت کہہ سکتی ہے کہ میں کیا کروں باپ نے میری شادی ناپسندیدہ جگہ کر کے میری زندگی اجیرن کر دی اور میں اللہ کی عبادت کما حقہ نہ کر سکی۔

غرضیکہ مذکورہ بالا ابن وجوزی کی بیان کردہ احادیث اور مزید احادیث جو ہم نے پہلے

بیان کر چکے ہیں اور بہت سی احادیث جو ہم ذکر نہیں کیں۔ پھر دونوں قرآنی آیات جن کا ہم نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کی بنا پر یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ لڑکی پر نکاح کے معاملے میں دباؤ ڈالنا' اس کی حقیقی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے بلکہ ابن حزم کی تصریح کے مطابق زنا بالجبر کی مانند ہے۔ لڑکی کی رضامندی قرآن واحادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

پس ہم کہتے ہیں کہ محترم قاضی مجاہدالاسلام قاسمی صاحب نے جو جبری شادی کے سلسلے میں پانچواں سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ لڑکی کسی طور نکاح کو منظور کرنے کیلئے راضی نہ تھی اور نہ اس شوہر کے ساتھ رہنے کو راضی تھی تو شرعی کونسل یا قاضی اسی نکاح کو بالکل فسخ کر سکتے ہیں۔ ابن جوزی کی بیان کردہ مزید دو احادیث سن لیجئے :

طريق آخر:

۱۷۱۵:قال احمد:وثناعبدالرزاق' قال:انباابن جريج' قال:اخبرني عطاء الخراساني' عن ابن عباس ان خذاما اباوديعة انكح ابنته رجلا فانت النبي ﷺ فاشتكت اليه انها انكحت وهي كارهة' فانتزعها النبي ﷺ من زوجها' وقال لاتكرهوهن قال:فنكحت بعد ذلك ابالبابة الانصاري' وكانت ثيبا۔

۱۷۱۶:وثنايزيد بن هارون' قال:انبامحمد بن اسحاق 'عن الحجاج بن السائب بن ابي لبابة قال:كانت بنت خذام عند رجل' فآمت منه فزوجها' ابوها رجلا من بني عوف' وحطت هي الى ابي لبابة فابى ابوها الا ان يلزمها العوفي 'وابت هي حتى ارتفع شانهما الى النبي ﷺ فقال:وهي اولى بامرها فالحقها بهواها' فزوجت ابالبابة' فولدت له اباالسائب"

(۱۷۱۵:اس حدیث میں ہے کہ باپ نے لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کر دی تو نبی ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ اور عام اعلان کر دیا کہ والد نکاح پر بیٹی کو مجبور ہر گز نہ کریں۔ پھر لڑکی نے مرضی سے نکاح کر لیا۔

۱۷۱۶: میں ہے کہ لڑکی ابی لبابہ سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ مگر باپ نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ عوفی سے نکاح کرو۔ پس معاملہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکی کو اپنا فیصلہ کرنے کا زیادہ حق ہے۔ مزید حکم دیا کہ لڑکی کی خواہش پوری کرو۔ پس لڑکی نے ابو لبابہ سے نکاح کر لیا اور پھر لڑکی سے ابو السائب بیٹا پیدا ہوا۔